# گناہوں کو منحوس سمجھنا اور کہنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

گناہوں کو منحوس سمجھنے اور کہنے کا کیا حکم ہے؟

## جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

گناہ کو منحوس سمجھنا اور کہنا بالکل درست ہے۔ اور جس وقت، دن یا مہینے میں کوئی گناہ کیا جائے تو وہ وقت گناہ کے اعتبار سے گناہگار کے حق میں منحوس ہے، البتہ گناہ کی وجہ سے گناہ گار مسلمان کو منحوس نہیں کہہ سکتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مَعصِیَت بجائے خود نَحس ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 223۔224، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "کوئی دن یا مہینہ حقیقی طور پر منحوس نہیں البتہ جس وقت، دن یا مہینے میں کوئی گناہ کیا جائے یا اس میں گناہگاروں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو تو وہ **گناہ اور عذاب کے اعتبار سے گناہگار کے حق میں منحوس ہے**، جیسا کہ حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زمانے کے اجزاء اپنی اصل حقیقت میں برابر ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں البتہ ان اجزاء میں جو نیکی یا گناہ واقع ہوا اس میں فرق کی وجہ سے زمانے کے اَجزاء میں فرق ہوتا ہے، توجمعہ کا دن نیک کام کرنے والے کے اعتبار سے سعادت مندی کا دن ہے اور گناہ کرنے والے کے اعتبار سے (اس کے حق میں) منحوس ہے۔" (صراط الجنان، جلد 6، صفحہ 618، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

**مجیب:** مولانا سید مسعود علی عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** Web-2128

**تاریخ اجراء:** 02 شعبان المعظم 1446ھ/01 فروری 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net